مولانا خورشید احمد سلفی
مدرس جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر نیپال

فتنۂ انکارِ حدیث
اور شیخ الاسلام علامہ امرتسریؒ

شیخ الاسلام علامہ ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۸ء) کی ذات گرامی برصغیر (ہند و پاک و بنگلہ دیش و نیپال) میں صرف جماعت اہل حدیث ہی کے لئے نہیں بلکہ سارے اسلامیان ہند کے لئے بیش بہا سرمایہ تھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ذہانت، تبحر علمی، خطابت اور صحافت نیز قابل تقلید سلیس عالمانہ انشا پردازی کے ذریعہ دفاع اسلام کے باب میں جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں وہ تابندہ نقوش کی مانند نمایاں ہیں۔ آپ کو خالق کائنات نے جو صفات اور کمالات ودیعت فرمائی تھیں اور آپ سے جن جن باقیات صالحات اور عظیم کارناموں کا ظہور ہوا ان کے پیش نظر واقعۃً آپ "حجۃ اللہ فی الارض" تھے۔ آپ کی شخصیت کو اگر اسلام کے ایک زندہ معجزہ سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ایک طرف آپ نے تفسیر، حدیث اور فقہ کی خدمات کیں تو دوسری طرف اس پر آشوب دور میں جبکہ انگریزی سامراج اپنی تمام فتنہ سامانیوں اور فرعونی نخوتوں کے ساتھ مسلمانوں کے ایمان کو ملیا میٹ کرنے پر تلا ہوا تھا اور آریوں، سناتن، دہریوں، عیسائی پادریوں اور قادیانیوں نے اسلام پر یلغار کر رکھا تھا۔ تیسری طرف اسلام کی طرف منسوب چکڑالوی، نیچری اور رضاخانی مار آستین بنے ہوئے تھے۔ مسلمان سراسیمہ اور حیران کھڑا تھا۔ ان نازک حالات میں قدرت الٰہیہ نے اس حق آگاہ مرد مومن کو ظاہر کیا جس نے مسلمانوں کے دلوں میں حوصلہ پیدا کیا اور انہیں صحیح توحید و سنت کا راستہ دکھلایا۔ اس نے پورے کھن گرج کے ساتھ دشمنوں کو للکارا اور ان سے نبرد آزما ہو کر ان کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ علامہ اقبال مرحوم نے کسی کے حق میں ایک شعر کہا تھا جس کے صحیح مصداق آپ ٹھہرے۔ ؎

پھر صدا توحید کی آخر اٹھی پنجاب سے
ہند کو اک مرد کامل نے جگایا خواب سے

شیخ الاسلام کی حیات و خدمات پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ میری نظر سے

بھی متعدد مضامین و مقالات گذرے ہیں اور آپ کی سوانح عمری سے متعلق چند تصانیف بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جن میں کچھ طویل ہیں اور کچھ مختصر لیکن بڑے افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ اس جامع الفضائل والکمالات کے شایان شان اب تک کوئی ایسی سوانح عمری مرتب نہیں کی گئی جس میں آپ کی تمام خدمات اور کارناموں کو مکمل طور سے اجاگر کیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے اہل قلم کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین

زیر نظر موضوع پر کچھ لکھنے کا خیال یوں پیدا ہوا کہ راقم نے شیخ الاسلام کے حالات و خدمات سے متعلق کئی ایک کتابیں دیکھیں لیکن اس گوشہ پر ان میں سے کسی میں بھی تفصیلی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے بس اشاروں ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

فتنۂ انکار حدیث کی ابتداء

انکار حدیث کا فتنہ برصغیر میں سرسید احمد خان بانی مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے دور سے شروع ہوا، سرسید احمد خان نے کلیۃً حدیث کا انکار تو نہیں کیا البتہ اپنی عقلیت پسندی کی وجہ سے ان کے زعم میں جو خلاف فطرت حدیثیں آئیں ان کی صحت کا انکار کیا۔ مکمل طور سے جس شخص نے احادیث رسول کی صحت اور حجیت کا انکار کیا وہ مولوی عبداللہ چکڑالوی ہے جو ضلع جہلم (صوبہ پنجاب) کے گاؤں چکڑالہ کا رہنے والا تھا۔ یہ شخص غور و فکر اور تحقیق کا مدعی تھا اور اس کی عقلیت پرستی نے اسے انکار حدیث کی گمراہی تک پہونچا دیا۔ ۳۰ر دسمبر ۱۹۱۵ء کو بعارضہ بخار و اسہال اس نے وفات پائی۔ حضرت شیخ الاسلام نے اپنے اخبار "اہل حدیث" امرتسر میں اس کی وفات کی خبر شائع کی اور اس کی عقلیت پرستی اور انکار حدیث کا تذکرہ فرمانے کے بعد ایک مصرعہ اس کے حسب حال لکھا۔ ؎

اے روشنیٔ طبع تو برمن بلا شدی

شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

"ہر زمانہ میں حدیث کی حجیت مسلم رہی، فرق اتنا تھا کہ کسی گروہ میں روایات غالب رہیں، کسی میں استنباط غالب رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت مرحومہ میں دو گروہ پیدا ہو گئے، محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ۔ اس کے بعد بھی بہت مدت میں حدیث کی حجیت مسلمات چلی آئی یہاں تک کہ ہندوستان کے مشہور شہر علی گڈھ میں سرسید احمد خاں مرحوم پیدا ہوئے۔ انہوں نے حدیث کے متعلق انکاری آواز اٹھائی یعنی یہ کہا کہ بحیثیت حجت شرعی کے قرآن مجید کافی ہے، حدیث کی ضرورت نہیں۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی تسلیم کیا کہ روایت کی حیثیت سے صحیح بخاری سب سے اعلیٰ اور مستند ہے۔ اس کے بعد یہ آواز لاہور پہونچی۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی نے اس کو قبول کیا اور اس خیال کی اشاعت میں بہت کوشش کی۔ لاہور کے بعد یہ آواز امرتسر پہونچی۔ یہاں بھی چند آدمیوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی جنہوں نے اپنا نام "امت مسلمہ" رکھا اور کفایت قرآن اپنا نصب العین قرار دیا۔ ان سب جماعتوں میں وجہ اشتراک

انکارِ حجیت حدیث میں بہت سا اختلاف ہے۔ ۔

امرتسر میں منکرین حدیث کا سرغنہ احمد دین تھا اور لاہور میں مولوی حشمت علی تھا۔ صوبہ پنجاب میں اس فتنہ کو فروغ ملا اور چند علما اور تعلیم یافتہ اس میں پھنس گئے۔

چنانچہ بطل جلیل شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی مرحوم گوجرانوالہ (م ۱۹۶۸ء) نے اس کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

"انکارِ حدیث کے نظریہ کی عمر تقریباً ستر سال ہو گی جس کی ابتداء مولوی عبداللہ صاحب، مولوی حشمت علی صاحب لاہور، مولوی رمضان صاحب گوجرانوالہ، رشید الدولہ صاحب گجرات، منکرین حدیث ملتان، ڈیرہ غازی خان وغیرہ نے کی اور حدیث اور ائمہ حدیث کے اصول پر کڑی تنقیدیں کی ہیں، لیکن حدیث میں فارسی سازش کا شبہ ان حضرات نے نہیں کیا۔ تلبیس سازی کا یہ انکشاف صرف ادارہ طلوع اسلام اور مولانا جیراجپوری کے حصہ میں آیا ہے۔"

بعد میں منکرین کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا، اس میں کچھ کلرک اور جدید تعلیم یافتہ شریک ہوئے اور باقاعدہ ادارہ قائم کر کے اس نظریہ کی اشاعت شروع کر دی۔ ادارہ طلوع اسلام اور ادارہ ثقافت اسلامیہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں منکرین حدیث کا وہ نقشہ دے دیا جائے جسے شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی مرحوم گوجرانوالہ نے ترتیب دیا ہے۔ جو نہایت سنجیدگی اور حقیقت پسندی کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ یہ نقشہ خوارج، شیعہ و معتزلہ سب کو محیط ہے مگر ہم اس کا نصف آخر ہی درج کرتے ہیں:

منکرین	کون سی حدیث کے	کب؟
① یورپین تہذیب سے مرعوب گروہ۔ مولوی چراغ علی، سر سید احمد خان وغیرہ۔	یہ حضرات فن سے کلیتاً واقف تھے، انکی تحسین میں احادیث کا ذخیرہ ہیں جو ان کے نظریہ کے موافق ہوا قبول کر لیا اور جو مخالف ہوا ترک کر دیا۔	۱۸۵۷ء کے قریب قریب
② مولوی عبداللہ چکڑالوی، مستری رمضان گوجرانوالہ، مولوی حشمت علی لاہوری، مولوی رفیع الدین ملتانی۔	احادیث کا بالکلیہ انکار۔	۱۹۰۲ء کے بعد
③ مولوی احمد دین صاحب امرتسری، مسٹر غلام احمد پرویز۔ یہ حضرات سر سید سے متاثر ہیں لیکن بیان اور تعبیر کا	ان کے نزدیک قرآن و حدیث اور عبادات ایک کھیل ہے یا ایک سیاسی نظریہ ہے، حدیث پیش کرتے ہیں ... کا ذریعہ ہے مولوی احمد ... [illegible] سمجھتے تھے	
④ مولانا شبلی مرحوم، مولانا حمید الدین فراہی مرحوم، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا امین احسن اصلاحی اور علم فرزندان ندوہ باستثناء حضرت سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ	یہ حضرات حدیث کے منکر نہیں لیکن ان کے انداز فکر سے حدیث کا استخفاف اور بے وقاری معلوم ہوتی ہے اور طریقہ گفتگو سے انکار کے لئے چور دروازے کھلتے ہیں۔ [۱]	

ہندوستان میں انکارِ حدیث کا یہ ارتقاء ہے جسے حضرت مولانا سلفی نے اپنے ذاتی مطالعہ اور غور و فکر کے نتیجہ میں مرتب فرمایا ہے۔ شیرِ پنجاب نے اس فتنہ پر ایسی ضرب کاری لگائی کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ پنپ نہ سکا۔

حضرت مولانا کی فہرست تصانیف پر نگاہ ڈالنے سے چند اہم کتابیں اس موضوع سے متعلق ملتی ہیں اور اخبار اہلِ حدیث کی فائلوں کی ورق گردانی سے آپ کے لکھے ہوئے بہت سے مقالات ملتے ہیں۔ یہ کتابیں اور مقالات آپ کی وسعت مطالعہ اور طریق تصنیف کی آئینہ دار ہیں جن میں متانت و سنجیدگی جھلکتی ہے اور برمحل آیات و احادیث سے استدلال و استشہاد نمایاں ہے۔ آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ جابجا بہترین اشعار سے مضمون کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے۔

تصانیف

(۱) تفسیر بالرائے

یہ شیخ الاسلام کی ایک بہترین اور ٹھوس تالیف ہے جس میں آپ نے احمد دین امرتسری اور مولوی حشمت علی لاہوری کی تفاسیر کا رد فرمایا ہے۔ مدلولات آیات میں ان کی تحریف اور ہیرا پھیری کی شدید گرفت فرمائی ہے۔ ساتھ ہی قادیانی، نیچری اور بہائی تفسیروں پر بھی تنقید کی ہے لیکن یہ کتاب منکرین حدیث ہی کے رد میں ہے۔ اس تفسیر کی اشاعت آپ نے ۳ مئی ۱۹۲۹ء کے اہلِ حدیث سے شروع فرمائی۔ مصنف تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آج کل امرتسر، لاہور سے اہلِ قرآن کی طرف سے تفسیریں شائع ہو رہی ہیں ان کی اصلاح کے لئے یہ سلسلہ تفسیر بالرائے جاری کیا جاتا ہے اس کو بہت سے تفسیری نکتے ملیں گے۔ ان شاء اللہ"

یہ تفسیر ۱۹۲۹ء سے شروع ہو کر ۱۹۳۲ء تک قسط وار چھپی اور بعد میں کتابی شکل میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

ناظرین کے ملاحظہ کے لئے اس تفسیر سے ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے جس سے منکرین کی خانہ ساز تفسیر اور مولانا کے مسکت جواب اور گرفت کا اندازہ ہو سکے گا۔ مولوی حشمت علی لاہوری نے لکھا:

"اسلامی فرقوں کی صلوات جن میں غیر قرآن کی تلاوت ہوتی ہے، مفہوم آیات صدر مشرکانہ فعل ہے اور قرآن حکم دیتا ہے: وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ یعنی فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم کے مطابق صلوٰۃ ہو اور خدائی تعلیم کے علاوہ کسی شخصیت کے ترتیب اذکار و ارکان کو اس میں شریک کر کے مشرکین فی الحکم میں نہ ہو جاؤ۔"

مولانا نے ۔۔۔ فرمایا:

[۱] ۔۔۔ [illegible]

مقرر کئے ہیں وہ آپ کے پیش کردہ ہیں یا گجرانوالیوں کے یا گجراتیوں کے یا ڈیرہ اسماعیل خان والوں کے یا امرتسریوں کے جب تک آپ لوگ باہمی فیصلہ کر کے تعین نہ کریں آپ کا کیا حق ہے کہ حدیثی اوراد پڑھنے والوں کو ایسے مکروہ القاب سے یاد کریں بحالیکہ آپ کے امرتسری برادران ان اوراد کو جائز بتا دیں:

مولانا مزید لکھتے ہیں:

"مقام غور ہے کہ بقول ملا قرآنی یہ آیات ان لوگوں کے حق میں ہیں جو اوراد و اذکار حدیثیہ مثلاً تسبیحات التحیات وغیرہ پڑھتے ہیں تو کیا زمانہ نزول قرآن میں ایسے اوراد اور اذکار پڑھنے والے تھے؟ تھے تو یہ اوراد انہوں نے کہاں سے سیکھے تھے؟ اور اگر نہ تھے تو آپ نے یہ آیات ان لوگوں پر چسپاں کر کے تفسیر بالرائے کیوں کی؟" [9]

(۲) دلیل الفرقان بجواب صلوٰۃ القرآن

صلوٰۃ القرآن نامی رسالہ میں مولوی عبداللہ چکڑالوی نے خانہ ساز صلوٰۃ کے احکام اور طریقہ کو بیان کیا تھا نیز اہل سنت کی صلوٰۃ پر تنقید کی تھی۔ اسکے جواب میں مولانا نے یہ جوابی رسالہ تصنیف فرمایا اور اہل سنت کی صلوٰۃ کی صحت کو بدلائل ثابت کیا۔ افسوس کہ راقم کو یہ کتابچہ برائے مطالعہ دستیاب نہ ہو سکی۔

(۳) نصائح مرزا

یہ کتاب دراصل قادیانیت کے رد میں لکھی گئی ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے لیکن ضمناً منکرین پر بھی رد کیا گیا ہے چنانچہ ایک ابجدی اشتہار میں کتاب کا تعارف یوں درج ہے:

"قرآن سے ہدایت مرزائیہ و چکڑالویہ کا عجیب اور قابل دید مقابلہ"

(۴) حدیث نبوی

یہ رسالہ مولانا نے منکرین کے رد میں تصنیف فرمائی ہے مگر راقم کو دستیاب نہ ہو سکا۔ البتہ اس کا سراغ مولانا کے بعض مقالات میں ملتا ہے نیز اخبار "اہلحدیث" میں جگہ جگہ اس کا اشتہار بھی موجود ہے۔ ایک مقام پر مولانا تحریر فرماتے ہیں:

"مولوی عبداللہ چکڑالوی نے اپنے ایام اقامت لاہور میں ایک ماہوار رسالہ جاری کیا تھا جس کا نام تھا "اشاعت القرآن" مولوی حشمت علی صاحب نے اس رسالہ کو دوبارہ جاری کیا ہے بہت خوب، اس کے پہلے نمبر میں مباحثہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ ناظرین کو مطلع نہیں کیا۔ نہ میری کسی دلیل کا نام لیا نہ میرے کسی جواب کو تحریر کر کے ظاہر کیا۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ دنیا کے تمام منکرین حدیث مل کر بھی میری پیش کردہ دلیل کا جواب نہیں دے سکتے۔ آپ میرے دعویٰ کو مبالغہ جانتے ہوں تو ہمت کیجئے وہ دلیل معہ اس قسم کی دوسری دلیلیں میں نے رسالہ حدیث نبوی طبع جدید میں درج کر دی ہیں۔ آپ یا آپ کے ہم خیال رسالہ کا جواب دے سکتے ہوں تو دیں۔" [10]

(۵) اطاعت رسول

یہ رسالہ بھی آپ نے منکرین کے رد میں لکھا تھا جس کا تذکرہ آپ نے خطاب بہ مودودی میں فرمایا ہے۔ [11]

مقالات

(۱) اہل قرآن کی تبلیغ قرآن

مولوی حشمت علی لاہوری نے ایک سلسلہ اشتہارات جاری کیا تھا جس میں حدیث نبوی پر طرح طرح کے اعتراضات ہوتے تھے ان کے جواب میں شیخ الاسلام نے مذکورہ بالا مقالہ بسلسلہ جواب کے طور پر شائع فرمایا۔ اشتہار نمبر ۹ میں احادیث پر چار اعتراضات تھے۔ (۱) احادیث بے اعتبار ہیں۔ (۲) مسلمانوں میں اختلاف حدیث نبوی کی وجہ سے ہوا۔ (۳) قرآن مجید میں ہر حکم خاص کر صلوٰۃ کا حکم مفصل مذکور ہے۔ (۴) اہل قرآن کو منکر حدیث کہنا بہتان اور افتراء ہے۔

یہ مقالہ نہایت علمی ہے۔ ناظرین کی ضیافت کے لئے صرف سوال نمبر ۲ کا جواب درج کیا جاتا ہے۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں:

"یہ بھی غلط ہے کہ احادیث کی وجہ سے مسلمانوں میں فرقہ بندی ہوئی ہے سب سے پہلا فرقہ خارجی ہے جنہوں نے قرآن ہی سے تمسک کیا تھا کہ حضرت علی نے نزاع میں خلافت کے تصفیہ کے لئے حضرت ابو موسیٰ اور حضرت عمرو بن العاص کو منصف مانا ہے کہنے لگے۔ قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ حکم صرف اللہ ہی کا ہے۔ لہٰذا علی (معاذاللہ) کافر ہے۔ یہ خیال سب سے پہلے فوج میں پھیلا ازاں بعد پبلک میں آگیا چنانچہ ایک فرقہ خارجی پیدا ہو گیا جو حضرت ابو بکر و عمر کا مداح اور حضرت علی کا بدگو تھا۔ ان کے مقابلے میں دوسرا فرقہ رافضی پیدا ہوا جو خلیفہ اول و ثانی کے حق میں بدگوئی کرنے لگا۔ اس کا استدلال بھی سب سے پہلے قرآن کے ساتھ تھا، یہ کہتے تھے: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ (النساء: ۱۱)

خلیفہ نے کہا یہ آیت مسلمانوں سے مخصوص ہے نبی کے وارث شامل نہیں تمام مسلمان اس رائے میں خلافت کے ساتھ تھے مگر رافضی فرقہ الگ ہو گیا چنانچہ آج تک الگ ہے۔ کیا اچھا ہو کہ مولوی حشمت علی بھی اپنا ثبوت بجائے زبانی دعویٰ کے اسلامی تاریخ کی کتابوں سے دیں۔" [12]

(۲) بہتان از اہل قرآن

مولوی حشمت علی نے اپنے اخبار "اشاعت القرآن" میں ایک سلسلہ مضمون شروع کیا تھا اس سلسلہ کا تعارف حضرت مولانا مرحوم ہی کے الفاظ میں یوں ہے:

"ہمارے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ اہل قرآن (یعنی منکرین حدیث) کی کشتی کے ناخدا آج کل ہمارے دوست مولوی حشمت علی صاحب شکست یاب ہو رہے ہیں۔ آپ نے کئی ایک بہتان لگائے ہیں جو ان کے خیال میں علمائے حدیث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے ہیں۔ اس قدر تمہید کے بعد شیخ الاسلام نے نمبر وار جواب رقم فرمایا ہے جو اہل حدیث میں چھپا دیا۔ ایک بہتان اور اس کا جواب درج کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین مولانا کے محققانہ طرز کا اندازہ لگا سکیں اور منکرین حدیث کی بے مائیگی اور ضعف کو دیکھ لیں۔"

حضرت مولانا تحریر فرماتے ہیں:

"صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن دنوں مکے میں چھپے ہوئے تھے صلوٰۃ بلند آواز سے

پڑھتے تو مشرکین عرب قرآن کے سننے والے کو گالیاں دیتے۔ اس پر آیت نازل ہوئی: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا (الاسراء: ۱۰۹) یعنی نہ تو بہت بلند آواز سے پڑھا کر اور نہ بالکل آہستہ بلکہ درمیان اس کے راستہ اختیار کر۔

اس پر ایڈیٹر صاحب "اشاعت القرآن" اعتراض کرتے ہیں جو انہیں کے الفاظ میں درج ہے فرماتے ہیں:

"بخاری صاحب نے جو لکھا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مشرکین کے خوف سے چھپے ہوئے تھے اور جب صحابہ کے ساتھ صلوٰۃ پڑھتے تو بلند آواز سے پڑھتے۔ مشرکین گالیاں دیتے اس میں تحقیق طلب امر یہ ہے کہ انبیاء تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے ڈر کر چھپا نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں چھپے؟ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ (الاحزاب: ۳۹) یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی وحی رسالت کتاب اللہ کے مبلغ ہوتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی نافرمانی اور حکم عدولی سے ڈرتے ہیں وہ ماسوی اللہ کسی شخص سے نہیں ڈرتے اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وکالت میں ہوتے ہیں اور وہ اسی کو اپنا وکیل اور محاسب کافی یقین کرتے ہیں لہٰذا یہ روایت سراسر افتراء اور بہتان ہے۔" (اشاعت القرآن، ۸ نمبر)

جواب: سارا زور اور ساری خفگی جناب کی ایک ایسے لفظ پر ہے جو حدیث میں نہیں چنانچہ آپ نے الفاظ حدیث خود نقل کئے ہیں جو یہ ہیں۔ "نزلت ورسول الله مختف بمكة" ان میں کوئی لفظ اس مطلب کا نہیں ہے جس پر آپ کو اعتراض ہے مگر آپ کے دل و دماغ میں ضرور ہے اس لئے یہ ساری خفگی آپ کی خود آپ پر ہے۔ استاذ صاحب مرحوم نے اس حق میں ایک حکیمانہ شعر لکھا ہے جو یہ ہے۔ ؎

حسد با اہل حسد کار می کند صائب
چنانکہ آتش سوزندہ می خورد خود را

سنئے جناب! یہ حدیث تو وہ ہے کہ خود قرآن مجید میں اس کی تصدیق پائی ملتی ہے: وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ (الانفال: ۲۶)

اس آیت میں ابتداء زمانہ رسالت کی تکالیف کا ذکر ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجوم مخالفین سے پہنچ رہی تھیں اور جو آنحضرت اور صحابہ کرام کی اس زمانہ میں کیفیت تھی چنانچہ ارشاد ہے:

"اس وقت کو یاد کرو جب تم بہت تھوڑے تھے تم اپنی جگہ پر ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں کہیں اچک لے جائیں گے اس کے بعد اللہ نے (مدینہ شریف میں) تم کو جگہ دی اور اپنی مدد کے ساتھ قوت بخشی اور تم کو پاکیزہ کھانے دیئے تاکہ تم شکر کرو۔"

پس جس حالت کا اظہار یہ آیت کر رہی ہے اسی حالت کا ذکر حدیث مذکور میں ہے فرق صرف جہالت کی ضد اور تعصب کا ہے جس کا کوئی علاج نہیں۔ وَمَا تُغْنِى الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ۔ (یونس: ۱۰۱)

اس قدر جواب کے بعد مولانا نے ایک لطیف ضرب لگائی ہے جس کو نوٹ کے تحت لکھتے ہیں:

"ایک عالم جیسے اتنی بڑی لمبی چوڑی ہو کہ (مثلاً) دہلی کی سالم کا نڈی

اس کو بمشکل سما سکے، اس کی جان ایک گولی کے لگنے سے نکل جائے تو اس کا جسم گو بہت سی جگہ کو گھیرے ہوئے ہو مگر درحقیقت وہ بے کار چیز ناقابل التفات ہے۔ اسی طرح اس گروہ (اہل قرآن) کے اعتراضات کا حال ہے کہ معمولی بات کو کئی صفحات پر پھیلاتے ہیں۔ ہم اس سارے مضمون میں سے اسی جان کو نکال کر جواب دیتے ہیں، باقی لاش خالی خولی ڈھول کی طرح ہے وہ اپنی عادت میں لاچار ہیں تو ہم اپنی خو میں مجبور۔ ؎

نہ وہ میری مانیں نہ میں ناصحوں کی
نہیں مانتا کوئی کہنا کسی کا"

(۳) حجیت حدیث پر مباحثہ

حضرت مولانا نے مولوی احمد دین امرتسری کے ساتھ پرچوں کے ذریعہ تحریری مباحثہ کیا تھا جس کو بعد میں آپ نے اخبار "اہلحدیث" میں "حجیت حدیث پر مباحثہ" کے عنوان سے شائع فرمایا۔ اس مباحثہ میں مولانا نے کتے کی حرمت کی بابت قرآن سے دلیل طلب کی تھی۔ مگر مولوی احمد دین نہ دے سکا اور جواب کو بیجا طور پر لمبا کر کے الجھایا۔ سوالات کے خوف سے سوال و جواب سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف ایک عبارت نقل کر رہے ہیں جو ناظرین کے لئے دلچسپ ہوگی۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں:

لطیفہ: کتے کی حرمت کے سوال سے اہل قرآن بہت گھبرا رہے ہیں مگر یہ گھبراہٹ دراصل ان کی کمزوری کی وجہ سے ہے ورنہ دلیری کریں تو جواب بہت آسان ہے، صاف کہہ دیں کہ کتے کی حرمت قرآن میں نہیں ہے لہٰذا ہم حرام نہیں کہتے ورنہ مفتری علی اللہ ہونگے۔

واقعۂ عجیبہ: مولوی عبداللہ چکڑالوی کے سامنے بھی یہ سوال پیش ہوا تھا انہوں نے تو اپنے مذاق کے مطابق اس کا معقول جواب دیا فرمایا: الخنزیر میں خنزیر سے مراد تو سور اور "ال" سے اشارہ کتے کی طرف ہے۔ (جل جلالہ)

ناظرین! یہ ہیں وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہٹا کر اپنی احادیث کی پیروی کرانا چاہتے ہیں جس کے جواب میں قرآن کہتا ہے: اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ۔

(۴) صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب اللہ میں داخل ہیں

منکرین حدیث صحیحین بخاری و مسلم پر اعتراض کرتے تھے۔ ان کے اعتراض کے جواب میں مولانا نے یہ مقالہ سپرد قلم فرمایا۔ تمہید میں مولانا رقمطراز ہیں:

"من جهل شيئا عاداه" یہ ایک عربی کی حکیمانہ مثل ہے جس کو فارسی میں یوں ادا کیا گیا ہے: "چوں ندانند حقیقت رہ افسانہ زدند" حدیث پارٹی اسی اصول کے تحت احادیث نبویہ پر اعتراض کرتی ہے کیونکہ انہوں نے علم حدیث پڑھنے میں عمر کا کوئی حصہ خرچ نہیں کیا وہ تراجم سے سرسری واقفیت حاصل کر کے معترض ہوتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ بلاغ میں بخاری و صحیح مسلم کی دو حدیثوں پر خلاف مذہب اہل حدیث اعتراض کئے ہیں۔"

"اہل حدیث" ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۹ء میں مولانا نے ان کے اعتراض کو نقل کر کے بھرپور دندان شکن جواب دیا ہے۔ طوالت کے خوف سے اس کا اقتباس ہم پیش نہیں کر رہے ہیں۔ مولانا نے قرآن و حدیث سے ثابت کیا کہ کتاب میں احادیث داخل ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول حسبنا

کتاب اللہ کی بھرپور وضاحت فرمائی ہے اور منکرین حدیث کے اعتراض وشبہات کا بخیہ اُدھیڑ کر رکھ دیا ہے۔

ان کے علاوہ آپ نے متعدد مقالات مثلاً "اصل مطاع ایک ہے یا دو" "اہلِ قرآن کی نمازیں اور ان میں باہمی اختلاف" "اصلاح نماز" وغیرہ سپردِ قلم فرمایا ہے جو نہایت دقیع حیثیت کی حامل ہیں۔

تقریری مناظرے ومباحثے

حضرت مولانا نے تحریر ہی پر بس نہیں کیا بلکہ آپ کا جو اہم اور بہت نمایاں وصف یعنی تقریری مناظرہ تھا اس کو بھی آپ بروئے کار لائے اور منکرینِ حدیث کے اعتراضات کی دھجیاں بکھیر دیں۔ چنانچہ آپ نے مولوی حشمت علی کے ساتھ امرتسر، دہلی، سیالکوٹ وغیرہ مقامات میں مباحثہ فرمایا مگر سب سے بڑا اور باقاعدہ مباحثہ مدراس میں ہوا۔

اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نے صلوٰۃ فجر کے بعد ایک گھنٹہ کا وقت اس بحث ومباحثہ کے لئے مقرر فرمایا اور عام اعلان کیا تھا کہ جس کو کوئی حدیث مخالف قرآن ملے وہ میرے سامنے پیش کرے میں قرآن کے ساتھ اس کی موافقت دکھادوں گا۔ چنانچہ اخبار "اہل حدیث" ۴ر اکتوبر ۱۹۲۲ء میں آپ کے صاحبزادے مولانا عطاء اللہ صاحب کی طرف سے یوں اعلان ہے:

"اہل قرآن سے تحقیق حدیث" مولانا صاحب مدظلہ العالی نے اہلِ قرآن امرتسر وغیرہ کے لئے اعلان کر دیا ہے کہ جو حدیث قرآن کے مخالف پاؤ اسے پیش کرو ہم جواب دیں گے۔ چنانچہ گذشتہ ہفتہ سے برابر روزانہ صبح بعد درسِ قرآن مجید اہلِ قرآن سے مذاکرۂ حدیثیہ ہوتا ہے بلکہ یہ بھی اعلان ہے کہ جو فرقہ بھی چاہے روزانہ ایک گھنٹہ اپنے اعتراضات پیش کرکے جواب لے۔ شہر کے لوگ بکثرت آتے اور مذہبی مذاکرے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

یہ ہے مختصر سا خاکہ اس مردِ مجاہد اور "آیۃ من آیات اللہ" شیخ الاسلام شیرِ پنجاب فاتح قادیان علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی مساعی ومجہودات کا جو آپ نے سنتِ رسول کی حفاظت وصیانت کے سلسلہ میں صرف کیں۔
اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرما کر ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور انھیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔
وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین۔

حواشی:

۱۔ اخبار اہلحدیث ۱۴ر جنوری ۱۹۱۶ء۔
۲۔ جماعت اسلامی کو پہچانئے "تالیف: حکیم اجمل خاں" مقالہ حدیث نبوی پر شکوک وشبہات اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی سے خطاب۔ از: شیخ الاسلام امرتسری۔
۳۔ حجیت حدیث ص ۹۳ (مجموعۂ مقالات مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم گوجرانوالہ)
۴۔ حوالہ مذکور (مقالہ جماعت اسلامی کا نظریۂ حدیث)
۵۔ اخبار اہل حدیث امرتسر ۳ر مئی ۱۹۲۹ء
۶۔ اخبار اہل حدیث امرتسر، [illegible] اگست ۱۹۲۶ء
۷۔ " " " ۱۵ر جنوری ۱۹۲۱ء
۸۔ " " " ۹ر دسمبر ۱۹۲۱ء
۹۔ جماعت اسلامی کو پہچانئے۔ اس وقت یہ رسالہ میرے سامنے نہیں ہے یادداشت کی بنیاد پر درج کیا ہے، اس لئے صفحہ کا حوالہ نہیں دیا جاسکا۔
۱۰۔ اخبار اہل حدیث امرتسر ۴ر اکتوبر ۱۹۲۲ء
۱۱۔ " " " ۹ر جون ۱۹۲۲ء
۱۲۔ " " " ۷ر جون ۱۹۲۹ء

بقیہ:- عورت کی سربراہی

کی سربراہ نہیں بن سکتی۔ چودہ سو سال کا طے شدہ فیصلہ ہے۔

جمیع محدثین

امام بخاری تا امام رزین کا متفقہ فیصلہ ہے، کہ عورت کی سربراہی نص صریح کی روشنی میں حرام ہے نہ کہ مکروہ"۔

اسی طرح خواتین کا مردوں سے اختلاط بھی حرام ہے [illegible] جائز ہے۔

۱۔ متفق علیہ، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۳۔
۲۔ صحیح بخاری (ج ۲ ص ۱۰۵۵)
صحیح بخاری کی صحت لاریب ہے اس میں معلمِ انسانیت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ حرف آخر محفوظ ہے۔

سلام کا حاکم نہ بنے بلکہ محکوم بنے۔ اسلام کا آج چودہ سو سالہ فیصلہ من وعن محفوظ ہے۔ اس کی اتباع دراطاعت میں بھلائی اور کامرانی ہے لہٰذا مسئلہ واضح ہے عورت سربراہ مملکت نہیں بن سکتی۔ اس کی سربراہی مردوں پر قطعاً حرام ہے۔

اس مسئلہ پر سب سے پہلے مجلہ "المنبر" فیصل آباد نے کلمہ حق بلند کیا۔ آج بھی اس کا کلمہ حق قابلِ تعریف ہے۔ والا [illegible] ملت مسلمہ کی طرف سے قابلِ تحسین ہے

۱۔ المنبر۔ جلد نمبر ۹ شمارہ نمبر ۲۳۔ ۲۴ $\frac{۱۵-۲}{۱۹۶۵}$
۲۔ "الاعتصام" خصوصی اشاعت، "عورت کی سربراہی کا مسئلہ"، جلد ۴۲، شمارہ ۵ ص ۱۲۰
۳۔ "الاسلام" جلد نمبر ۱۵، شمارہ ۳۳، $\frac{۴۱۵}{}$
۴۔ ترجمان القرآن۔ لاہور